برکت بابا

بوڑھے برکت بابا کی خردماغی اور چڑچڑے پن سے پورے محلے والے واقف تھے۔ شاید ہی محلہ میں کوئی ایسا شخص ہو جس سے اُس نے ٹھیک طریقہ سے بات کی ہو اب سب ہی اُس سے بات کرنے سے کتراتے تھے اور وہ اپنے گھر میں بالکل تنہا۔ کسی مرکھنے بیل کی طرح پھنکارتا رہتا تھا۔ برکت بابا کا اپنے گھر ہی کے پاس ایک بڑے سے احاطے میں لکڑی کا کارخانہ تھا جس میں اُس کے کاریگر اور مزدور بڑی مستعدی سے کام کرتے نظر آتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اُن کی ذراسی سستی برکت بابا کو سختی کرنے پر مجبور کرسکتی ہے۔ وہ صرف زبان سے سختی کرنے کا قائل تھا اُس کی ڈانٹ پھٹکار کسی مار سے کم نہ تھی لیکن اُس کے کاریگر مزدور تب بھی اُسے چھوڑ کر جانا پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ پیسے وغیرہ میں برکت بابا دوسرے لوگوں سے کہیں زیادہ سخی تھا۔ ہوسکتا ہے اس کے علاوہ اُس میں اور کوئی دوسری اچھی صفات ہوں لیکن بداخلاقی سے بڑا کوئی عیب تو ہوتا نہیں اس لئے اُس کے اِس عیب نے اُس کی تمام صفات پر پانی پھیر دیا تھا۔ بوڑھے برکت میں ایک عیب اور تھا اور وہ تھے اس کے جاہلانہ عقائد جس کو وہ مذہب کا حصہ سمجھتا تھا۔ اگر بدن کے کسی حصہ پر ہولی کا رنگ پڑ جائے تو قیامت کے روز اتنے حصے کا گوشت کاٹا جائے گا۔ اپنے اس عقائد پر وہ سختی سے عمل کرتا تھا۔

برکت بابا کے محلے والے بھی کافی بھلے لوگ تھے اور ہندو ہو یا مسلمان یا کسی بھی مذہب کا آدمی ہو کسی نے بھی اُس کی بدتہذیبی اور چڑچڑے پن کو سنجیدگی سے نہیں لیا اور اگر کبھی کوئی اُس کے چڑچڑے پن کا شکار بھی ہوا تو اپنے غصہ کو مسکراہٹ میں ٹال

گیا۔ آج تک کسی نے اُس کی بداخلاقی کا جواب بداخلاقی سے نہیں دیا۔ ہوسکتا ہے اِس کی وجہ ہمدردی رہی ہو جو سب ہی کے دل میں بوڑھے برکت کے لئے تھی۔ ہمدردیوں کی وجہ، بوڑھے برکت کا اکیلا پن تھا۔ یہ نہیں تھا کہ اُس نے شادی نہیں کی تھی یا اُس کے بیوی بچے نہ ہوں۔ اُس نے شادی کی تھی اور اُس کے بچے بھی تھے لیکن سن ۴۷ء میں ملک کی تقسیم کے وقت جب فرقہ وارانہ فساد ہوئے تو اُس کی بیوی اور بچے بھی اُسی درندگی کا شکار ہو گئے تھے۔ اُس کے بعد برکت بابا نے پھر شادی نہیں کی اور اپنے کو اپنے لکڑی کے کارخانے میں مشغول کرلیا۔ ہوسکتا ہے اُس کے چڑچڑے پن کی یہی وجہ رہی ہو۔ بلی کو تو وہ کبھی چمکار بھی لیتا تھا لیکن انسانوں سے وہ سیدھے منھ بات کرلے یہ کبھی نہیں ہوا۔ اُسے جیسے انسانوں سے نفرت ہو۔

اُس چڑچڑے برکت بابا میں اِدھر ایک زبردست انقلاب آ گیا تھا۔ اُس کی وجہ یہ تھی کہ جمی چار پانچ سال کا ننھا منا بچہ۔ جو ایک روز بوڑھے برکت کو اُس کے احاطے کے پھاٹک کے پاس چھوٹا سا کرکٹ کا بیٹ لئے نظر آیا اور وہ اِس لمبے چوڑے احاطے کو ایسا للچائی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے کہ وہ ٹافی کو دیکھتا ہو۔ بوڑھا برکت جو بچوں کو ہمیشہ ڈانٹ کر بھگا دیتا تھا جمی کو دیکھتا رہ گیا شاید وہ اُس کا معصوم بھولا چہرہ تھا کہ برکت بابا اُسے ڈانٹ نہیں سکا اور کسی سوچ میں پڑ گیا۔ اُس کے چہرے پر رنج و غم کی پرچھائیاں آنے جانے لگی تھیں۔ شاید وہ ماضی میں کھو گیا تھا۔ پھر وہ جمی سے بولا بیٹے کھیلو گے یہاں۔ جمی کافی دیر تک اثبات میں گردن ہلاتا رہا، پھر یہ نہیں کہ بوڑھے برکت نے جمی کو اپنے احاطے میں کھیلنے کی اجازت دے دی ہو بلکہ وہ خود بھی جمی کے ساتھ کھیلتا بھی رہا تھا۔

اُس محلے میں کوئی پارک یا کھیلنے کا میدان نہیں تھا جہاں کہ بچے کھیل سکیں، چوڑی سڑکیں بھی نہیں تھیں کہ یہ اُس پر کھیل لیں، صرف پتلی پتلی گلیاں تھیں۔ کھلی جگہ تھی تو وہ برکت بابا کا بڑا سا احاطہ تھا لیکن بوڑھے برکت سے بڑے کیا چھوٹے بھی گھبراتے تھے کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اُن کے احاطے میں داخل ہو جائے جمی شاید واحد

انسان تھا جسے اُس احاطے مین کھیلنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ اُس کے بعد جمی کا روز کا معمول ہو گیا تھا کبھی وہ اکیلے کبھی اپنے دوستوں کے ساتھ شام کو کھیلنے آتا تھا۔ کبھی ہاکی ہوتی تھی کبھی کرکٹ اور بوڑھا برکت سارے ہی کھیل میں برابر سے شریک ہوتا تھا۔

اب بوڑھا برکت روز ہی بڑی بے چینی سے جمی کا انتظار کرتا تھا لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا کہ کسی روز جمی نہیں آتا۔ اُس روز وہ اپنے کاریگروں پر بہت بگڑتا تھا کہ جمی کیوں نہیں آیا، کسی نے اُسے ڈانٹ تو نہیں دیا، کچھ کہہ تو نہیں دیا سب ہی کاریگر مزدور صفائی پیش کرتے کہ بھلا جمی بھیا کو کوئی کچھ کہہ سکتا ہے وہ تو بہت پیارا انسان ہے اور دوسرے روز جب جمی آتا تو دوڑ کر بوڑھے برکت کے گلے سے لگ جاتا جیسے وہ بھی اُس سے بہت دنوں بعد ملا ہے۔ بوڑھا برکت اُس سے شکایت کرتا کہ وہ کل کھیلنے کیوں نہیں آیا۔ تب جمی اُسے بتاتا کہ اُس کی ممی اُسے لے کر آنٹی کے گھر چلی گئی تھیں بہر حال جمی اور بوڑھے برکت سے دوستی کا نتیجہ یہ نکلا کہ اُب اسکا چڑچڑا پن کسی حد تک ختم ہو گیا تھا جیسے پہلے وہ اپنے کاریگروں کو ڈانٹا کرتا تھا بات بات پر۔ اب اس کے برخلاف وہ اپنے کاریگروں اور مزدوروں سے ٹھیک طریقہ سے بات کرنے کے ساتھ ساتھ کبھی کبھی اُن سے ہنسی مذاق بھی کرلیا کرتا تھا۔ سب ہی کاریگر جانتے تھے کہ یہ سب انقلاب جمی بھیا کی وجہ سے ہے اِس لئے جمی بھیا بھی اب کاریگروں اور مزدوروں کا چہیتا بن گیا تھا اور کبھی کبھی تو ایسا ہوتا تھا کہ جمی کے ساتھ کھیل میں بوڑھے برکت کے ساتھ ساتھ اُس کے مزدور اور کاریگر بھی شامل ہو جاتے اور بیچارے مزدور کیا کھیلنا جانیں، خوب گرتے تھے۔ اِس پر بوڑھا برکت اور جمی دونوں دل کھول کر ہنستے تھے

ایک روز جمی کا بیٹ ٹوٹ گیا تو اُس نے خود اپنے ہاتھوں سے جمی کے لئے نیا بیٹ بنایا اُس روز نیا بیٹ پا کر جمی بہت خوش ہوا تھا اور اظہار شکر کے لئے دوسرے ہی روز اپنے ڈیڈی کے ساتھ برکت بابا کے احاطے میں داخل ہوا تھا۔ اُس کے ڈیڈی نے برکت بابا کا شکریہ ادا کیا تھا جس کی وجہ سے جمی کا دل اِس محلے میں لگ گیا تھا ورنہ شروع میں تو دو چار روز جمی نے اُنہیں بہت پریشان کیا تھا اُس کے ڈیڈی نئے نئے ٹرانسفر ہو کر

اِس شہر میں آئے تھے اور اپنی قلیل آمدنی کے مدنظر اُنہوں نے اِس محلے میں مکان لینا مناسب سمجھا تھا ورنہ کہیں اور مکان لینا اُن کے بس کے باہر تھا۔ اُنہوں نے برکت بابا کو بتایا کہ جمی ہر وقت گھر میں برکت بابا کی باتیں کیا کرتا ہے اور اب کی وہ چھٹیوں میں گھر جانے کے لئے تیار نہیں ہے کہ وہاں اُسے برکت بابا کہاں ملیں گے اور یہ سن کر بوڑھا برکت خوشی سے پھولا نہیں سمایا تھا۔

بوڑھا برکت اپنے احاطے میں بیٹھا ہوا تھا۔ ہولی کا دن تھا آج اس کے کاریگروں کی بھی چھٹی تھی اور یہ دیکھ کر اسے ملی جلی خوشی اور حیرت کا احساس ہوا کہ جمی جو روز شام کو کھیلنے آتا تھا آج صبح کے وقت احاطے میں داخل ہو رہا تھا۔ جمی کے ہاتھوں میں دو رنگ سے بھری بوتلیں تھیں۔ برکت بابا ہولی ہے کا نعرہ لگا کر اُس نے بوتل کا رخ اُن کی کی طرف کیا ہی تھا برکت بابا ایک دم کھڑے ہو گئے یہ کیا جمی کہیں مسلمان بچے ہولی کھیلتے ہیں۔ ہولی تو ہندو کھیلتے ہیں۔

جمی نے برکت بابا کا سخت لہجہ سنا تھا اُس کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ ہندو مسلمان تو اُس کے زیادہ نہیں سمجھ میں آیا تھا۔ وہ روہانسی آواز میں بولا گھر میں تو ممی ڈیڈی انکل سبھی لوگ ہولی کھیل رہے ہیں۔ ہم نے کہا تھا ہم جا رہے ہیں پہلے برکت بابا کے ساتھ ہولی کھیلیں گے۔

کیا نام ہے تمہارے ڈیڈی کا۔

برکت بابا نے بڑے تشویش سے پوچھا۔ اُس کے ڈیڈی سے اُنہوں نے اتنی باتیں کی تھیں لیکن اُن کا نام ہی نہیں معلوم کیا تھا۔

انیل کمار ننھے جمی نے ان کا نام ٹھہر ٹھہر کر بتا دیا۔ پھر وہ رنگ کی بوتلیں سینے سے سمیٹے واپس جانے لگا۔ اُس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے شروع ہو گئے تھے۔ برکت بابا کی ڈانٹ سے ننھے جمی کو سخت تکلیف پہنچی تھی۔ بوڑھا برکت جمی کو واپس جاتے دیکھتا رہا تھا۔ اُس کے چہرے پر کرب کا آثار صاف نظر آ رہے تھے۔ جمی ابھی احاطے کے پھاٹک تک پہنچا تھا کہ بوڑھا برکت جیسے تڑپ کر چیخ اٹھا۔

رُک جا جمی بیٹے اور پھر اُس نے دوڑ کر جمی کو پکڑ کر سینے سے لپٹا لیا۔ جمی بیٹے کہاں جا رہے ہو۔ ہولی نہیں کھیلو گے۔ میں تو ایسے ہی کہہ رہا تھا اور جمی کے ہاتھ سے بوتل چھین کر ہولی ہے کہہ کر جمی پر رنگ ڈالنے لگا۔ جمی کی اُداسی ایک دم غائب ہو گئی۔ وہ خوشی سے اُچھلنے لگا تھا۔ اُس نے بھی ہولی ہے کہہ کر برکت بابا کو پورا رنگ ڈالا تھا۔

ooo

شام کو برکت بابا انیل کمار کے یہاں بیٹھے ہولی کی مٹھائی کھا رہے تھے۔ ننھا جمی خوشی سے پھولا نہیں سما رہا تھا۔ برکت بابا آج پہلی بار اُس کے گھر آئے تھے وہ مٹھائی اُٹھا اُٹھا کر بابا کے منہ میں ڈال رہا تھا۔ اور اُس کی ممی بھی ساری کے پلو سے سر ڈھکے برکت بابا کو نمستے کرنے آئیں تھیں۔ جیتی رہو کہہ کر برکت بابا نے جمی کی ممی کو ڈھیروں دعائیں دیں اور انیل کمار سوچ رہے تھے کہ کتنا اکیلا ہے۔ بیچارا بوڑھا برکت بابا۔

ooo